فتح کابل کے بعد سب سے پہلے کابل جانے والے وفد کی واپسی پر تاثرات

حافظ راشد الحق ابن مولانا سمیع الحق ۔ایڈیٹر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جمعہ کی رات کو جب طالبان نے فتح کابل کا تاریخی معرکہ سر کرلیا۔اوراس کی اطلاع رات ڈھائی بجے دارالعلوم حقانیہ پہنچی تو تمام دارالعلوم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ۔ اور اگر چہ آدھی رات کا وقت تھا۔لیکن پھر بھی تمام طلبہ اپنے احاطوں سے نکل کرفوراً سر بسجود ہوگئے،اور ختم قرآن پاک کااہتمام بھی کیا۔ علی الصباح دارالعلوم کاایک وفد طلبہ کو مبارکباد دینے کیلئے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ترتیب دیا۔ چنانچہ راقم الحروف نے اپنے ساتھ دوساتھیوں کو لے لیااور روانہ ہوا۔ جب یہ وفد طورخم بارڈر پر پہنچا، تو لوگوں کاایک جم غفیرسرحد کے دونوں طرف سرحد پارکرنے کیلئے موجود تھا۔ جبکہ بارڈر طالبان کی فتح کے فوراًبعد غیر معینہ مدت تک کیلئے بند ہوچکا تھا۔ اور وہاں پر متعین پاکستانی حکام اور ملیشیاء کے اہلکار اورا فسران سے درخواست کے باوجود ان کو آگے نہیں جانے دیا گیا۔ بالآخر کافی تگ ودو کے بعد سرحد پار کرنے کی صورت نکل آئی ۔طورخم بارڈر پر طالبان کی طرف سے متعین آفیسرمولانا حاجی احمد جان صاحب دارالعلوم کے فاضل نکلے ۔جب ان کو معلوم ہوا، کہ دارالعلوم سے کابل کادورہ کرنے کیلئے وفد آیا ہے ۔ توانہوں نے انتہائی خوشی کا اظہار کیااور وہاں پرموجودہ دفاتر اورملحقہ علاقے کا دورہ کرانے کے بعد اپنے ہمراہ جلال آباد کے گورنر ہاؤس لے گیا۔ بارڈر سے لیکر جلال آباد تک تمام راستے میں لوگ انتہائی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے ۔اورفتح کی خوشی میں جگہ جگہ انگوراور مٹھائیاں تقسیم کی جارہی تھی۔ وفد گورنر ہاؤس پہنچا، تو وہاں پر دارالعلوم کے فضلاء اور طلبہ کثیر تعداد میں موجود تھے ۔انہوں نے وفد کا شاندار استقبال کیا۔اور تحریک طالبان کے اہم مرکزی رہنماء مولانا احسان اللہ احسان نے وفد کو خوش آمدید کہا ۔اور رات کے کھانے پرموجودہ صورت حال اور فتح کابل پر تفصیلی بات چیت ہوئی ۔ رات گورنر ہاؤس میں گذارنے کے بعد علی الصبح علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے آئے ہوئے علماء کی وفد سے ملاقات ہوئی ۔ جن میں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب، جناب مفتی محمد ولی ، جناب حضرت مولانا مفتی، عبدالسمیع، مولانا عطاالرحمان صاحب شامل تھے ۔ کابل جانے کیلئے گاڑیوں کاانتظام کیاگیا۔ رات ہی کو پاکستان ٹی وی اور ریڈیو کے رپورٹر بھی کابل جانے کیلئے جلال آباد پہنچ چکے تھے ۔ تین گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ علی الصبح کابل روانہ ہوا۔ چنانچہ وفد پانچ گھنٹے انتہائی مشکل اور تکلیف دہ سفر کے بعد کابل کے مضافات میں صبح دس بجے داخل ہوا۔ راستے میں جابجاسڑک کے اوپر ہزاروں کی تعداد میں فوجی گاڑیاں جلے ہوئے ٹینک، مارٹر گولے، میزائل اور ہزاروں ناکارہ شدہ بارودی سرنگیں جو کہ طالبان کی جرات، بہادری اور عالی ہمتی اور ایک عظیم معرکے کے منہ بولتی تصویریں تھیں،نظر آرہے تھے ۔ قدم

قدم پر مہینوں پہلے سرکاری فوج کی طرف سے بنائے گئے مضبوط ترین مورچے اسلحہ اور بارود کے ڈھیر اس سخت ترین اور طویل ترین پہاڑی درے میں پڑے ہوئے تھے۔اور دنیا بھر کے ماہرین حرب ان چیزوں کی بدولت ہی کابل شہر کو ناقابل تسخیر قرار دے رہے تھے۔ہمیں خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ان کا یہ دعویٰ مادی اور جنگی نقطہ نظر سے بالکل درست اور حق بجانب تھا۔ طالبان نے محض خدائی نصرت کے بل بوتے پر ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کو عبور کیا صرف ایک دن کے قلیل ترین عرصہ میں حکمتیار کے مضبوط ترین ہیڈ کوارٹر سروبی کو فتح کر کے کابل کے مشہور فوجی علاقے پل چرخی میں داخل ہوئے۔اور وہاں پر کابل فوج کی طرف سے آخری شدید مزاحمت کے بعد شہر کے وسط میں داخل ہوئے اہم سرکاری عمارات پر قبضہ کیا اور قصر صدارت (ارگ) کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ طالبان نے جو سب سے بڑا اور عظیم کارنامہ انجام دیا۔ وہ سابق کمیونسٹ افغان صدر، لاکھوں بے گناہ افغانوں کے قاتل، بدنام زمانہ تنظیم خاد کے سربراہ اور پاکستان کے ازلی دشمن ڈاکٹر نجیب اللہ (مرتد) کی گرفتاری اور فی الفور انکو پھانسی اور تختہ دار پر لٹکا دینا تھا۔ ہم کابل شہر کے مشہور چوک آریانا چوک پہنچے۔جہاں پر نجیب اللہ کو پھانسی دی گئی تھی۔اور وہاں پر لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا۔سابق کمیونسٹوں کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی۔ وفد نے شہر بھر میں مختلف لوگوں سے ان کے تاثرات معلوم کیے۔ اکثریت نے طالبان کی آمد پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔لوگوں نے بتایا کہ گذشتہ اٹھارہ برس میں پہلی دفعہ کابل کے اندر گولیوں کی آواز نہیں سنی۔ اور نہ کوئی راکٹ گرا۔ نہ کوئی لوٹ مار یا غارت گری ہوئی۔ طالبان کے آتے ہی لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔اور ان کے ٹینکوں کو ہار پہنائے اور خوشی میں انگور تقسیم کیے۔ ایک ٹینک ارگ کے مین گیٹ پر پھولوں سے لدا کھڑا تھا۔طالبان نے فتح مکہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے تمام شہر میں عام معافی کا اعلان کر دیا تھا۔اور لوگوں سے کہا تھا۔کہ تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں صبح سے مشغول ہوجائیں۔اور عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا۔اور جو ملازمت پیشہ خواتین تھیں۔ان کو اپنے گھر میں تنخواہ دینے کا اعلان کیا۔قانون الٰہی "وقرن فی بیوتکن" کے تحت شرعی حجاب لازمی قرار دیا گیا۔عوام نے طالبان کے انہی اقدامات کو سراہا۔لوگوں نے بتایا کہ ہمیں دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ایک امن وامان یعنی جان ومال اور آبرو وناموس کی حفاظت اور دوسری ناقابل برداشت مہنگائی سے چھٹکارا، طالبان کی آمد سے یہ دونوں چیزیں ہمیں میسر ہوچکی ہیں۔ طالبان کی آمد سے ایک دن قبل کابل میں ایک گیلن تیل کی قیمت ساٹھ ہزار افغانی تھی۔اور طالبان کی آمد کے دوسرے روز یہ قیمت گھٹ کر پچیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔اور قیمتیں مزید گر رہی تھیں۔ دوسرے روز وفد نے مولانا شیر علی شاہ المدنی دامت برکاتہم جو کہ اسی دن ہم سے ایک گھنٹہ تاخیر سے پہنچے تھے۔اور جن کا طالبان تحریک میں ایک نمایاں اور موثر کردار رہا ہے۔اور مفتی نظام الدین کی معیت میں کابل کی چھ رکنی کمیٹی اور ملا ربانی صاحب کے ساتھ تفصیلی ملاقات کی اور انہیں مولانا سمیع الحق صاحب اور دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ کی طرف سے مبارک باد کا پیغام پہنچایا۔اور انہیں اس نئی

صورتحال میں مفید تجاویز اور مشورے دیے۔ ملا ربانی صاحب نے شکریہ ادا کیا اور دعوت دی کہ آپ جب تک چاہیں کابل میں ہمارے مہمان رہیں۔

وفد تین دن تک کابل کے انٹر کانٹینینٹل ہوٹل میں مقیم رہا اور وہاں پر لاکھوں روپے کی برہنہ و نیم برہنہ نصب شدہ بت توڑنے میں دیگر طالبان کے ساتھ شریک رہے۔ اور یوں سلطان محمود غزنوی ہی کے دیس میں ان کی رسم بت شکنی کی یاد تازہ کردی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ وفد نے کابل کے مختلف علاقوں کا بھی دورہ کیا۔ اور خصوصاً پغمان جو کہ استاد سیاف کا ہیڈ کوارٹر تھا، وہ بھی دیکھا۔ اور ان کے شاندار اور شاہانہ محلات کا مشاہدہ کیا۔ وہاں پر شاہانہ کروفر کی تمام سہولیات موجود تھیں۔ جو کہ اب لشکر محمدی کے دست تصرف میں تھیں۔ ع ---- انقلابات ہیں زمانے کے فاعتبروا یااولی الابصار۔

اس کے بعد وفد نے دوسرے دن بروز اتوار مختلف علماء کمانڈرز اور پاکستان سے آئے ہوئے خصوصی وفد کے ارکان کے ساتھ ہوٹل کی لابی میں ملاقات کی۔ وفد کے سربراہ بریگیڈئیر محمد یوسف سے افغانستان کی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد ہم لوگ پرانے شہر کو گئے جو کہ ویران کھنڈرات کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ اور اپنے ہی باسیوں کے ہاتھوں زخم زخم تھا۔ یعنی گل بدین حکمتیار اور احمد شاہ مسعود کے پانچ سالہ اقتدار جنگ کا نتیجہ تھا

سے ---- میں اگر کچھ سوختہ ساماں ہوں تو روز سیاہ

خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

ہم نے لوگوں سے اس تباہی کے اصل محرک کے بارے میں دریافت، کہ آیا یہ روسیوں اور شورویوں کی کارستانیاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ سب کیا دھرا انہوں ہی کی ریشہ دوانیوں کا ثمرہ ہے، اس کے بعد ہم نے کابل میں موجود بعض صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے مزارات پر گئے۔ وہاں پر جو منظر ہم نے دیکھا، تو وہ بہت ہی افسوسناک اور دردناک تھا۔ اس لیے کہ ان کے مزارات مقدسہ بھی ان بدبختوں کے باہمی قتل وقتال اور جنگ وجدل کے اثرات سے محفوظ نہ تھے۔ اور جا بجا ان پر مارٹر گولوں کے نشانات اور سوراخ نظر آرہے تھے۔ ع ---- اب وہ مینار ہے ہیں نشان مزار بھی

کابل شہر اور اس کے گرد ونواح کے دیکھنے کے بعد ہم لوگ واپس ہوٹل آئے۔ اور شام کے وقت کراچی کے علماء کا وفد واپس پاکستان روانہ ہوا۔ اور ہم لوگ ایک دو روز کیلئے مزید کابل شہر میں رہے۔ اور دارالعلوم کے فضلاء کے ساتھ مختلف محاذوں پر ملاقاتیں کیں۔ الحمدللہ طورخم کے بارڈر سے لیکر چمن کے بارڈر تک ہر جگہ آپ کو حقانیہ کے فضلاء نظر آئیں گے۔ جو اس وقت افغانستان میں اہم ترین مناصب پر فائز ہیں۔ یہ اس لیے کہ دارالعلوم حقانیہ صرف ایک تعلیمی درس گاہ نہیں بلکہ اس میں طالب علم کی ہر قسم کی تربیتی نشوونما ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہمیشہ ہمارے فضلاء ہر میدان میں ممتاز رہے ہیں۔ عسکری محاذ ہو یا علمی جولان گاہ پارلیمنٹ ہاؤس ہو یا عصری یونیورسٹیاں میدان صحافت ہو یا ادبی معرکہ آرائی الغرض زندگی کے تمام میدانوں میں یہ قابل فخر سپوت مصروف تگ وتاز ہیں۔ بہرحال ایک

بقیہ ص ۳۶